۲۰۲/۷۸۶

مُرقعٔ وفا

مرثیہ۔۳

درحالِ علمدارِ حسینی حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

مصنفۂ

شاعرِ ملّت حضرت میر محمد باقر رضوی امانت خانیؒ

سالِ تصنیف۔۔۱۳۷۷ھ م ۱۹۵۷ء

تعداد بند۔۔(۱۲۴)

www.emarsiya.com

بہارِ سدرۂ ایماں ہے آشیانِ وفا
ضمیرِ بُلبُلِ اُلفت ہے مدح خوانِ وفا
بلندیٔ دلِ انساں ہے آسمانِ وفا
جہان میں ہے بہت سخت امتحانِ وفا
نہ جن میں تاب ہو مثلِ حباب ہوتے ہیں
جو اہلِ دل ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں

وہ پھول۔ پھول نہیں۔ رنگ و بو نہ ہو جس میں
گُہر۔ گُہر وہ نہیں۔ ابرو نہ ہو جس میں
وہ قلب۔ قلب نہیں۔ آرزو نہ ہو جس میں
بشر۔ بشر نہیں۔ اُلفت کی خُو نہ ہو جس میں
ہے شکل و رنگ سے اس کائنات کی پہچان
صفات ہی سے تو ہوتی ہے۔ ذات کی پہچان

دلوں کو توڑتی ہی رہتی ہے جفا کی صفت
لُٹائے دیتی ہے سب مال و زر سخا کی صفت
وقارِ جوہرِ انسانیت وِلا کی صفت
ہو استوار تو ایمان ہے وفا کی صفت
نظر میں سب کی بہت احترام رہتا ہے
اسی سے دہر میں انساں کا نام رہتا ہے

وفا ہے اوج پہ انساں کا ارتقا بن کر
صفت یہ دل میں ہے فطرت کا مدعا بن کر
جہاں میں آتا ہے جو درد آشنا بن کر
وہ زندہ رہ نہیں سکتا ہے بے وفا بن کر
جو بے نیازِ وفا کوئی ہم نشیں بن جائے
تو اُس کی نبض ہی خود مارِ آستیں بن جائے

وفا میں ہو جو محبت شریک کیا کہنا
وفا میں ہو جو بصیرت شریک کیا کہنا
وفا میں ہو جو اطاعت شریک کیا کہنا
وفا میں ہو جو شجاعت شریک کیا کہنا
حیاتِ مرد کا مردانگی ہی حاصل ہے
شروطِ وصفِ امامت میں یہ بھی شامل ہے

www.emarsiya.com

اسی نے پرچمِ باطل کو رن میں پھاڑا ہے | اسی نے سنگ میں اک دن علم کو گاڑا ہے
اسی نے مرحب و عنتر کو بھی پچھاڑا ہے | اسی کے جوش نے خیبر کا در اُکھاڑا ہے

بہ شکلِ تیغ چلی دشمنوں کے فوج کے دَل میں
تھا عکسِ شہپرِ جبریل اس کی صیقل میں

اسی نے رکھا ہے قائم وقارِ تیغ و تبر | رہی ہے فوج کی میدان میں یہ سینہ سپر
عجیب شان سے کی بھاگتے ہوؤں پہ نظر | ہنسی اُحد کے پہاڑوں کا دیکھ کر منظر

ہلا دیا ہے زمیں' پہلوان مارے ہیں
حصارِ قلعہ سے اس نے علم اُتارے ہیں

علم کے نام سے یادِ علم کا یوں ہے اثر | علم کی دَہر میں اب ابتدا ہے پیشِ نظر
ہے نخلِ کلکِ بیاں پر تلاش کا یہ ثمر | سُنادوں بزم کو تاریخ رائتِ لشکر

لگے ٹھکانے جو محنت مری جزا مل جائے
کہ اس بیان سے مقصد کا سلسلا مل جائے

جہانِ رزم میں ہابیلؑ کا جو قتل ہوا | تو اس سے ہوگیا قابیل و شیث میں جھگڑا
یہ پہلا حشر ہے دُنیا میں جو ہوا برپا | اسی نبرد میں ظالم کا سر ہوا نیچا

یہ جنگ وہ ہے لڑے ساکنِ فلک اسمیں
لکھا ہے یہ کہ علمدار تھے مَلک اسمیں

ہے اختلاف کہ ایجاد کب علم کی ہوی | سُنا ہے مصر سے ہوتی ہے ابتدا اس کی
خلیلؑ کی ہے یہ ایجاد ہے رقم یہ بھی | یہی جہان کی تاریخ ہے پتہ دیتی

علوئے عقل کو تحقیق کی عجب دُھن ہے
علم ہے فوج کا جس وقت سے تمدن ہے

www.emarsiya.com

عرب میں قبلِ پیمبرؐ رواج تھا اس کا | بنِ کلاب کے ہاتھوں میں ایک وقت یہ تھا
پھر اس کے بعد یہ ہاشم کے خانداں میں رہا | رہا ہے عہدِ رسالت میں بھی یہ لہراتا

نگاہِ اہلِ نظر نے اسے پسند کیا
رسولؐ نے بھی علم جنگ میں بلند کیا

سنہ ایک ہجری میں ہوتا ہے غزوۂ اِحیا | اسی میں ہوتی ہے اسلام کے علم کی بِنا
نشانِ فوج عُبیدہ کو مصطفٰےؐ نے دیا | مقابلہ ابوسفیان سے تھا لشکر کا

ہر اک کی تیغ چلی رن میں گو صفائی سے
نتیجہ نکلا مگر کچھ نہ اس لڑائی سے

ہوئے ہیں عہدِ پیمبرؐ میں معرکے اکثر | حُنین و بدر و اُحد۔ جنگِ خندق و خیبر
بنی نصیر و بنی مُصطلَق۔فدک ہوئے سر | تھے ان سبھوں میں علمدار۔ حیدرِؑ صفدر

زباں پہ کیوں نہ ہو تاریخ کی بیانِ ظفر
علیؑ نے گاڑے ہیں ہر جنگ میں نشانِ ظفر

علم یہ غزوۂ مُوتہ میں زید کو ہے ملا | اسی میں ابنِ رواحہ کو یہ ہوا ہے عطا
ہوئے وہ قتل تو جعفر کے ہاتھ میں آیا | ہر اک نے جنگ میں اس کے وقار کو رکھا

بقدرِ حوصلہ جوہر دکھایا میداں میں
کوئی بھی شیرِ خدا سا ہوا نہ میداں میں

علیؑ کی تیغ کے صفین میں کُھلے جوہر | ہر ایک ساتھی تھا حیدرؑ کا مثلِ شیرِ نر
لڑائی میں تھے علمدارِ لشکرِ حیدرؑ | محمدِ حنیفہ و مالکِ اشتر

مُصلے پر یہ رہے پَرتوِ ولی ہوکر
جہاد میں یہ لڑے قوتِ علیؑ ہوکر

www.emarsiya.com

ہُوا بلند جو جنگِ جمل کا رن میں غبار
سُنی رسولؐ نے مرقد میں تیغ کی جھنکار
علیؑ کے ساتھ ہوا رزم میں ہر اک دیندار
بہت سے قتل ہوئے رزم میں علمبردار

صفائے قلب تھی ۔ حُبِ امامؑ رکھتا تھا
ہر ایک اپنی جگہ اک مقام رکھتا تھا

علیؑ کے بعد تھا شبرؑ کے ہاتھ میں یہ علم
تھا وقت ایسا فضا میں نہ اُڑ سکا پرچم
وہی تھی شان وہی دبدبہ وہی تھا حشم
حسنؑ نے اس کے پھریرے پہ صلح کی ہے رقم

پیام ۔ حق کا سُناتا تھا ہر بلا میں یہی
حُسینیت کا تھا اعلان کربلا میں یہی

علم کی کرتی تھی عزت جہاں میں فوجِ نبیؐ
اُسی لحاظ سے توقیر ہے علم کی بھی
ہے جس لحاظ سے تعظیم سنگِ اسود کی
خدا سے اُس کی ہے نسبت ۔ نبیؐ سے ہے اسکی

عمل کے حُسن سے یوں بدعتیں مٹاتے ہیں
اُسی کی یاد میں ہم بھی علم اُٹھاتے ہیں

مکاں خدا کا ہے پتھر کی چار دیواری
مگر سبب یہ ہے نسبت خدا سے ہے اُس کی
وہ لامکان ہے حاجت مکان کی کیسی
اسی سبب سے تو تعظیم اُسکی ہے ہوتی

وہ کعبہ ہو کہ علم ہے جہاں میں عزت سے
یہ دونوں قابلِ حُرمت ہوئے ہیں نسبت سے

جہاں میں جتنے ممالک ہیں رکھتے ہیں پرچم
نشانِ ملک کی تعظیم میں ہے ان کا حشم
سلامی دیتے ہیں کرکے بلند اپنا علم
وہ بے وفا ہے جو کرتا ہے اسکی قدر کو کم

سکھا رہی ہے زمانے کو اب ادب نسبت
یہاں بھی اس کی ہے تعظیم کا سبب نسبت

www.emarsiya.com

اسی طرح سے ہی گریہ ہے داخلِ فطرت | اسی سے آدمؑ و یعقوبؑ کی ہوئی شہرت
نبیؐ کو لاشۂ حمزہؓ پہ ہوتی ہے رقت | بیان کرتی ہیں اس طرح زوجۂ حضرتؐ
کہ ایک رات شہِؐ انبیا نظر آئے
رسولؐ خواب میں میرے برہنہ سر آئے

ہیں آبدیدہ ۔ پریشان بال ۔ خاک بسر | لئے ہوئے صدفِ چشم آنسوؤں کے گُہر
یہ پوچھا میں نے کہ ہیں کیوں حضورؐ یوں مضطر | کہا یہ مجھ سے رسولِؐ خدا نے تب رُوکر
لبِ فرات بہا میرے نورِ عین کا خوں
یہ دیکھ ۔ ہے اسی شیشے ہی میں حسینؑ کا خوں

اب ایک غزوے کی یادش بخیر یاد آئی | مری نگاہ میں پھرتی ہے جنگ خیبر کی
علم وہ لے گئے خود کو سمجھتے تھے جو جری | بعزمِ فتح گئے تھے مگر شکست ہوئی
یہ آکے کہتے تھے لشکر ہی کا فتور ہے سب
بیانِ فوج تھا سردار کا قصور ہے سب

بیان سُن کے یہ ۔ سب سے نبیؐ نے فرمایا | کروں گا کل میں علم خاص اپنا اُس کو عطا
میانِ رزم جو کرّار بالیقیں ہوگا | نہ ہوگا وہ کبھی میداں سے بھاگنے والا
مُحب وہ ہوگا خدا و رسولؐ کا بیشک
مُحب بھی اُس کے ہیں پیغمبرؐ و خدا بیشک

یہ سُن کے بحرِ تمنا میں ڈوبا سب لشکر | تڑپتا ہی رہا ہر ایک فرشِ حسرت پر
تھی مطلعٔ درِ خیمہ پہ ہر شعاعِ نظر | عجیب شوق کے عالم میں کی سبھوں نے سحر
ضیائے صبح سے دہ چند تھی ضیائے نبیؐ
لئے علم لئے ہوئے خیمے سے باہر آئے نبیؐ

www.emarsiya.com

سفید پرچمِ رائت ہَوا میں اُڑتا تھا | جلائے پنجہ تھی فتح و ظفر کا آئینا
کھنچا ہوا تھا پھریرے پہ جنگ کا نقشا | ہَوا سے ہلتا تو خیبر کا در لرزتا تھا

ابھی سے مرحب و حارث سے آنکھ لڑتی تھی
حصارِ قلعہ پہ پنجہ کی چھُوٹ پڑتی تھی

علم نہ دیکھا تھا اس شان کا خدائی نے | یہ سب کا حق نہیں ثابت کیا لڑائی میں
چُھڑایا ہاتھوں کو جب دامنِ رسائی نے | بلند کردیا پنجوں پہ خود نمائی نے

اُچٹتی نظریں جگر پاش پاش کرتی تھیں
نبیؐ کی آنکھیں کسی کو تلاش کرتی تھیں

بلند کر کے علم بولے شاہؐ جن و بشر | نشانِ فوج کے حقدار مرتضیٰؑ ہیں کدھر
کہا کسی نے ہیں آشوبِ چشم سے مضطر | حضورؐ ۔ آپ ہی کہئے لڑیں گے وہ کیونکر

جہانِ رشک کی حیران ہی رہیں آنکھیں
جو فتح ہوگیا خیبر تو کھل گئیں آنکھیں

کتابِ مُسندِ احمد میں اس طرح ہے لکھا | کہ لائے تھام کے حیدرؑ کو پیشِ شاہؐ ہُدا
نبیؐ نے پھُونک دی آنکھوں پہ کرکے دَم جو دُعا | علیؑ کی آنکھیں ہوئیں پُر ضیا بفضلِ خدا

لِوائے فتح کو جب آنکھ کھول کر دیکھا
خیال میں درِ خیبر کو ہاتھ پر دیکھا

نبیؐ نے دے کے علم بھائی کو یہ فرمایا | یقیں ہے مجھ کو ۔ تمہاری مدد کرے گا خدا
علیؑ نے لے کے علم اپنے دوش پر رکھا | علم کو دیکھنے کے واسطے جُھکا طوبیٰ

علم نبیؐ نے دیا جس طرح سے حیدرؑ کو
دیا حسینؑ نے اک دن یونہی برادر کو

www.emarsiya.com

وہ کربلا کا سماں وہ حسینؑ کا لشکر
اُفق کی سمت سے محشر صفت نمودِ سحر
وہ صبح۔شامِ غریباں ہے جس کا پس منظر
شعاعِ مہر کی نظریں وہ فرقِ زینبؑ پر

بہت ہی سہمے ہوئے آنکھ کھولتی ہے کرن
دلِ حیاتِ شہادت ٹٹولتی ہے کرن

کرن نے دیکھ لی وہ سلکِ مقصدِ سرورؑ
بندھے ہیں جس میں بہتر قلوب کے گوہر
دلِ حسینؑ پہ بھی مسکرا کے ڈالی نظر
ہے جس میں جذبۂ تجدیدِ دینِ پیغمبرؐ

پُکار اُٹھی کہ ہے زندگی مماتِ حسینؑ
حُصولِ فتحِ مقاصد میں ہے حیاتِ حسینؑ

وہ رُعبِ حضرتِ عباسؑ سے فضا حیراں
دلوں کا جذبۂ نصرت رُخوں سے صاف عیاں
وہ دل میں پیاس کا طوفاں لئے فرات رواں
نبیؐ کے لحن میں ہم شکلِ مصطفٰےؐ کی اذاں

ثباتِ عزمِ حسینی سے تھرتھری تن میں
سوالِ بیعتِ فاسق کا کانپنا رن میں

وہ یادگار سحر اور وہ منظرِ تنویر
وہ حرزِ بازوئے قاسمؑ کی بولتی تحریر
عیاں وہ سایۂ جنت میں جادۂ شبیرؑ
کرن کی روشنی میں حُرؑ کا وہ خطِ تقدیر

بدلنا جذبِ حسینی کا حُرؑ کی حالت کو
کرن کا آکے جگانا وہ خُفتہ قسمت کو

نماز پڑھ چکے سرورؑ جو صبحِ عاشورا
اُٹھایا اکبرِؑ ذیشاں نے پردہ خیمے کا
علَم کو لے کے برآمد ہوئے شہؑ والا
شعاعِ مہر نے حلقِ حسینؑ کو چوما

دکھایا لازم و ملزوم سَر بسر شہؑ نے
علَم کو دیکھ کے بھائی پہ کی نظر شہؑ نے

www.emarsiya.com

نظر میں پھر گئے سرورؑ کی جعفرِؑ طیّار | رُخِ جری سے نمایاں تھے رُعب کے آثار
بنا تھا وصفِ شجاعت کا قلب ۔ آئینہ دار | دکھائی دیتے تھے عباسؑ ۔ حیدرِؑ کرّار

علم کو جنبشیں دیں جوش میں بہ شانِ نبیؐ
دیا حسینؑ نے عباسؑ کو نشانِ نبیؐ

علم کو لیتے ہی کچھ اور اُبھری شانِ وفا | ادب سے بھائی کو عباسؑ نے سلام کیا
یہ بولا جوڑ کے ہاتھوں کو اپنے شیرِ وغا | غلام ۔ ذرّہ نوازی پہ ہے فدا آقا

خدا گواہ کہ معراجِ ارتقا ہے یہی
علم کی لاج میں رکھ لوں مری دُعا ہے یہی

یہ بولے شاہؑ تمہارا حشم نہ کم ہوگا | اضافہ شانِ مراتب میں دم بہ دم ہوگا
وفا کی راہ میں منزل ہر اک قدم ہوگا | جہاں میں تم نہ رہو گے مگر علم ہوگا

نشاں تمہارا نہ ہرگز مِٹا سکے گی کبھی
تمہاری یاد نہ دُنیا بُھلا سکے گی کبھی

یہ سُن کے جوشِ مسرت میں رُو دیئے عباسؑ | بڑھا جو شوقِ شہادت کا اور بھی احساس
ادب سے آگئے کچھ عرض کرنے بھائی کے پاس | کہا کہ دیجئے اب اذن شاہِؑ عرش اساس

یہ بولے شاہؑ نہ تڑپاؤ قلبِ مضطر کو
جہاد کے لئے ترتیب دے لو لشکر کو

بڑھا یہ سُنتے ہی دلبندِ حیدرِؑ صفدر | بُلا رہا تھا علم غازیوں کو لہرا کر
کیا صفوں میں مُرتب حسینؑ کا لشکر | جری نے خیمے کے گھوارے پر بھی ڈالی نظر

بتادیا کہ ہے اک شیر خوارِ سرورؑ بھی
شریکِ فردِ شہادت ہے نامِ اصغرؑ بھی

www.emarsiya.com

کربلا کے دشت میں القصہ جنگ چھڑ ہی گئی
جو حملے کرتے تھے غازی زمین ہلتی تھی
دکھا کے شانِ شجاعت گرا ہر ایک جری
وہ وقت آیا کہ سقّے کی آگئی باری

نہ کھیل سکتے تھے پانی کی آس سے بچے
تڑپتے جاتے تھے دو دن کی پیاس سے بچے

یہ حال دیکھ کے عباسؑ آئے پیشِ حسینؑ
خیال میں جو تھا پیاسوں کے ابنِ شاہِؒ حُنین
تھا آنکھیں نبد کئے مرتضیٰؑ کا نور العین
جگر خراش تھا وہ العطش کا شیون و شین

جری نے عرض کی اب اذن دیجئے مولا
قلق نہ پیاسوں کا اب دل پہ لیجئے مولا

کہا حسینؑ نے کیونکر کروں تمہیں رخصت
علیؑ وقت ہو تم صاف کہتی ہے صورت
ہے تم سے چھائی ہوئی دشمنوں پہ اک ہیبت
تمہارے دم سے ردائے حرم کی ہے حُرمت

ہے مثلِ فاطمہؑ فرقِ مطہرِ زینبؑ
تمہاری آنکھ کا پردہ ہے چادرِ زینبؑ

چھلکتے ساغرِ کوثر بنے جو دیدۂ تر
گرائے خاک پہ سقّے نے آنسوؤں کے گہر
چلا وہ رن کو جری نامِ مرتضیٰؑ لے کر
ہے ساتھ سبطِ پیمبرؐ کی تھرتھراتی نظر

جدائی بھائی کی آنکھوں سے خوں بہاتی ہے
اُداس سارا چمن ہے بہار جاتی ہے

نکل کے خیمے سے مرکب پہ کی جری نے نظر
یہ رُعب چھایا کہ وہ کانپنے لگا تھرتھر
چڑھا فرس پہ علیؑ کی طرح علیؑ کا پسر
نظر جو کی تو ہتھیلی میں آگیا لشکر

ابھی لڑے نہیں قبضے میں لاکلام آئی
عجیب رنگ سے مُٹھی میں فوجِ شام آئی

www.emarsiya.com

ہیں بیکسی میں جلالت کی شان کے تیور | بدن میں بکتر و جوشن ہے خوُد ہے سر پر
برنگِ شامِ غریباں ہے پُشت پر جو سپر | جبینِ پاک میں عاشور کا ہے رنگِ سحر

تڑپ فضا میں ہے یوں پرچمِ غضنفر کی
بلند جیسے ہو اک نیزہ موج کوثر کی

جلالِ حیدرؑ صفدر کا رُخ پہ ہے غازہ | کھلا ہوا ہے سحر ہی سے تیغ کا ڈورہ
لبِ سکینہؑ کی صورت ہے خشک مشکیزہ | ہے دست بوسی کو تیار سیف کا قبضہ

کنوتیاں بھی ہیں مرکب کی اب تو جُڑنے کو
فرس بنا ہُوا طائر ہوا میں اُڑنے کو

وفا شعار کے مرکب میں بھی ہے خوئے وفا | عیاں کرے گا یہ دریا پہ آبروئے وفا
زمین پر اسے حاصل ہوا علوئے وفا | گزر رہا ہے فضا میں مثالِ بوئے وفا

نہ اس کے سائے نے بھی دامنِ صبا چھوڑا
سُبک روی نے۔نہ ریتی پہ نقشِ پا چھوڑا

ہوا کے بحر میں آئی شناوری اس کو | اشارا بن گئی راکب کی سانس ہی اس کو
فضا میں آہ سکینہؑ کی لے اُڑی اس کو | ہے ننھے بچوں کا احساسِ تشنگی اس کو

وہ بادپا جسے مہمیز اک بہانہ ہے
ہوائے تسمۂ مشکیزہ تازیانہ ہے

جدھر نظر گئی راکب کی مُڑ گیا یہ اُدھر | کھنچے ہوئے ہیں خطِ پامیانِ راہ گزر
ثبوتِ قامتِ بالا ہے جن سے سر تا سر | اُبھر گئے جو وقارِ رہِ وفا بن کر

نشاں ہے قابلِ تکریم ابنِ حیدرؑ سے
اِنہیں خطوں پہ محبت رواں ہوئی سر سے

www.emarsiya.com

پکارے رن میں عدو وہ علیؑ کا شیر آیا | جو ہوسکا نہ کسی پہلواں سے زیر آیا
جو عُمر بھر رہا آبِ وفا سے سیر آیا | نکل کے خیمے سے اُس کو ہوی نہ دیر آیا

علیؑ کا آئینہ ہے پَرتوِ محمدؐ ہے
ہے تیغ ڈاب میں یا برق اک مقیّد ہے

فرس کو روک کے غازی نے یہ کیا نعرا | بتاؤ کوفیو کیا تم نے مجھ کو پہچانا
خدا کا شیر جو ہے میں اُسی کا ہوں بیٹا | میں دیکھوں میرے مقابل ہے کون اب آتا

مرے ارادے کو سدِّ سکندری سمجھو
مری رجز کو بس اک ضربِ حیدری سمجھو

ہے مجھ میں دبدبہ مُسلمؑ کا شانِ جعفرؑ ہوں | محمدِ حنفیہؑ کا میں برادر ہوں
بس انتہا ہے علمدارِ فوجِ سرورؑ ہوں | باعتبارِ شجاعت مثالِ حیدرؑ ہوں

گماں ہے دیکھنے کو یہ جہاد آجائیں
عجب نہیں کہ علیؑ آج یاد آجائیں

رجز وہ حضرتِ عباسؑ نے پڑھی رن میں | اثر سے جس کے پڑی تھرتھری ہر اک تن میں
مرا دماغ ہے مصروف سیر گلشن میں | ثنا کے پھول کھلے ہیں زباں کے دامن میں

نہ ضبط ہو سکا طبعِ روانِ شاعر سے
سنو مناقبِ عباسؑ آج باقرؔ سے

علیؑ کی رکھتا تھا جو آن بان وہ عباسؑ | تھا جس کے دوش پہ حق کا نشان وہ عباسؑ
وفا کا جس نے دیا امتحان وہ عباسؑ | تھی جس کی مشکِ سکینہؑ میں جان وہ عباسؑ

لگا جو تیر تو اک حشرِ پُرسکوں سمجھا
وہ جس نے مشک کے پانی کو اپنا خوں سمجھا

www.emarsiya.com

ہے اک امامؑ کا فرزند یہ تولّائی | چچا ہے ایک کا اور دو اماموں کا بھائی
جہاں میں آیا تو ہاتف کی یہ صدا آئی | علیؑ کے گھر میں شجاعت نے لی ہے انگڑائی

ستارے خود فلکِ انقلاب کے توڑے
اسی نے جوش میں تسمے رکاب کے توڑے

عجیب شان سے گزرا زمانہ بچپن کا | تھا ابتدا سے شجاعت شعارِ اہلِ وفا
علیؑ کے غیظ کی تصویر۔جس کا تھا غصا | نظر میں جس کی کھلونہ تھا تیغ کا قبضا

جسے نہ جُھولے میں لوری کبھی سُلاتی تھی
ہوائے پرچمِ احمدؐ سے نیند آتی تھی

حیا کی روح تھا جو پیکرِ حمیّت تھا | جہاں میں بازوئے شاہِ ہدا کی طاقت تھا
پدر کے دل میں جو اک مقصدِ ولادت تھا | علیؑ کی طرح سے معیارِ استقامت تھا

دکھائی جنگ کے میدان میں ادائے علیؑ
نثار ۔ دینِ خدا پر ہُوا بجائے علیؑ

نکل کے ہند سے جب کربلا میں میں پہنچا | جلالِ روضۂ روحِ وفا نظر آیا
وہاں پہ چشمِ تصور سے میں نے یہ دیکھا | اک اور لحد ہے ۔ عباسؑ کی لحد کے سوا

تھا پُر جلال بہت صاحبِ صفا کا مزار
اسی کی قبر کے پہلو میں تھا وفا کا مزار

صفات جس کے ہیں آئینہ دارِ لَم یزلی | ولی کے وصف بھی رکھتا ہے خود ہے ابنِ ولی
مثالِ تیغِ علیؑ رن میں جس کی تیغ چلی | جہانِ رزم میں جو اپنے دَور کا ہے علیؑ

وہی وقار وہی آن بان دکھلا دی
ہر ایک حملے میں حیدرؑ کی شان دکھلا دی

www.emarsiya.com

عرب میں تھا بنی ہاشم کا چاند جس کا لقب | حسینؑ کا جسے ہر حال میں تھا پاسِ ادب
حرم کے دل کو تھی ڈھارس جہاں میں جسکے سبب | تھے جس کے تارِ نفس۔تارِ چادرِ زینبؑ

وہ چاند منزلِ اُلفت کمال تھا جس کا
ردائے بنتِ علیؑ خود جلال تھا جس کا

رہِ وفا میں کچھ ایسے بڑھے ہیں جس کے قدم | کہ نقش دیکھ کے خود خضرؑ کا بھی سر ہوا خم
یہ خوں سے لکھ دیا ہاتھوں نے رن میں ہو کے قلم | علیؑ کی تیغ ہماری ہے اور نبیؐ کا علم

بہادری کو بھی خود جس کی احتیاج رہی
وفا کی دھاک تو مشک و علم کی لاج رہی

جہانِ رزم کو اب تک ملا نہ اس کا بدل | اسی کے نام سے تیغوں پہ ہوتی ہے صیقل
اسی کے نام کی جُھوٹی قسم کا ردِعمل | نکال دیتا ہے گستاخیوں کی زُلف کا بَل

عیاں ہے آج بھی ماحول سے وقارِ جلال
اسی کے روضے کے اطراف ہے حصارِ جلال

وہ رنگِ رُعب کہ رُخ پہلواں کا زرد بنے | وفا جہان کی رستے میں اس کے گَرد بنے
وہ قلب پیاس سکینہؑ کی جس میں درد بنے | وہ آنکھ۔فوجِ عدو جس میں ایک فرد بنے

وہ پاؤں۔جن سے جبیں کی مری مراد آئے
وہ ہاتھ۔وزن شفاعت کا جن سے یاد آئے

خدا کے شیر کی مانند جس کی ہے ہمت | وفا کا قلب ہی دُنیا میں جس کی ہے دولت
نگاہِ فاطمہؑ میں جس کی ہے بڑی عظمت | تمام عُمر ملی جس کو صحبتِ عصمت

ہے اس قدر رہِ حق میں یہ ذی حشم آگے
جہاں سے حدِ امامت ہے اک قدم آگے

www.emarsiya.com

جری نے دیکھئے قبضے پہ ہاتھ ڈال دیا | وہ رُعب چھایا کہ قلبِ عدو دھڑکنے لگا
ہَوا جو سہمی تو خود دم بخود ہوا باجا | علیؑ کی شان سے غازی نے فوج کو دیکھا

عدو کو سکتہ ہوا ۔مرکبوں سے گرنے لگے
جو دیکھا غور سے۔حیدرؑ نظر میں پھرنے لگے

دکھارہی ہے وقار اپنا باوقار آنکھیں | غضب میں کرتی ہیں تیغِ نظر کے وار آنکھیں
ابھی سے کرنے لگی کارِ ذوالفقار آنکھیں | رہا نہ ربطِ عناصر ہوئیں جو چار آنکھیں

دلوں سے طائرِ ہمت خموش اُڑنے لگے
حواسِ خمسۂ لشکر کے ہوش اُڑنے لگے

جو آئے تیر تو شمشیر کھینچی صفدر نے | فضا میں برق کو دیکھا عدو کے لشکر نے
علیؑ کے طور کو اپنالیا جو تیور نے | تو آستین اُلٹ دی جلالِ حیدرؑ نے

کچھ اس ادا سے دلاور نے کردیا حملہ
سُبھوں نے سمجھا کہ حیدرؑ نے کردیا حملہ

وہ شیر جھپٹا تو میدان سے شقی بھاگے | خبر نہ ان کو رہی اپنے ہوش کی بھاگے
سمجھ رہے تھے جو خود کو بہت جری بھاگے | اُحد شعار جو تھے سب سے پہلے ہی بھاگے

یہ وضعدار۔رہِ ننگ و عار پر پہنچے
اُچکتے یہ بھی تو کوہِ فرار پر پہنچے

یہ حال دیکھ کے مارد بہت ہی جھلّایا | مثالِ مارِ سیہ بار بار بَل کھایا
سوار اسپ پہ تھا پیل تن زبوں مایا | جری کے سامنے لڑنے کے واسطے آیا

جہاں میں نسلِ شیاطیں کا اک نشاں تھا شقی
یہ اپنے دَور کا مشہور پہلواں تھا شقی

www.emarsiya.com

زِرہ تھی آہنی اُس سنگ دل کے زیبِ بر | وہ فیلِ مست تھا اسوار اسپ اشقر پر
نہاں سیاہیٔ آہن میں تھا جو بانیٔ شر | تو جُھومنے لگا اک لانبے نیزے کو لے کر

چباتا جاتا تھا ہونٹوں کو غصّے میں بھر کے
وہ فیل سامنے یوں آیا شیرِ حیدرؑ کے

کہا یہ اُس نے علمدارؑ سے کہ اے خوش رُو | نہ کر مقابلہ مجھ سے حسیَں جوان ہے تُو
وفا کی آتی ہے گو جسم سے ترے خوشبو | مگر نہ جان دے اپنی کہ حُسن کا ہے نُمو

کوئی حسیَں جو نہ تجھ سا نظر نے پایا ہے
مجھے تو پہلے پہل تجھ پہ رحم آیا ہے

کہا جری نے جواں مردی حُسنِ مرداں ہے | مرا جمال نہیں ایک فضلِ سُبحاں ہے
وفا شعاری کا جوہر ہی رُوحِ انساں ہے | مرا پدر جو ہے عالم میں شیرِ یزداں ہے

جو پُرجگر ہیں وہ مرنے سے ہیں کہیں ڈرتے
جو راہِ حق پہ ہوں وہ موت سے نہیں ڈرتے

یہ سُن کے مَاردِ بے درد غیظ میں آیا | قریب آکے کیا اُس نے وار نیزے کا
جھپٹ کے شیرِ علیؑ نے وہ نیزہ تھام لیا | اور اُس کو زورِ یدالٰہی سے دیا جھٹکا

یہ ہاتھ کی تھی صفائی کہ نیزہ چھین لیا
پلک جھپکنے نہ پائی کہ نیزہ چھین لیا

اُسی سناں سے کیا وار اُس کے مرکب پر | الف جو ہوگیا گھوڑا تو یہ ہوا ششدر
سنبھل سکا نہ جھکولے سے جسم کا لنگر | گرا زمین پہ بے جان کی طرح خود سر

فنونِ جنگ۔ لعیں کے حواس بُھول گئے
وہ رُعب چھایا کہ بس ہاتھ پاؤں پھول گئے

www.emarsiya.com

اس انقلاب کو دیکھا تو شمر نے یہ کہا | ہمیں ضرور ہے مَارد کی اب مدد کرنا
دیا یہ صارفہ کو حُکم ۔ لے کے جا گھوڑا | چلا وہ لے کے فرس جسکا نام طاویہ تھا

اِدہر جری نے بھی اپنا بڑھا دیا مرکب
شقی کو مار کے اُس کا ہی لے لیا مرکب

سوار طاویہ پر ہوگئے علمبردارؑ | جو اصل میں تھا امامِ حسنؑ ہی کا رہوار
یہ حال دیکھ کے ٹوٹے جری پہ بد کردار | دکھایا آپ نے بھی زورِ حیدرِؑ کرّار

دلِ شکستۂ سرورؑ کو تھامنے آئے
ہٹا کے فوج شہِؑ دیں کے سامنے آئے

لعین ۔ ایک علمدارؑ کو نہ روک سکے | جری کے سامنے جو آگئے وہ قتل ہوئے
عدو کی لاشوں کے میداں میں لگ گئے پُشتے | علیؑ کی طرح گئے تھے حسنؑ کی طرح پھرے

جو دیکھا طاویہ نے شاہؑ کو مچلنے لگا
قریب آگیا دامن سے سر کو ملنے لگا

یہ حال دیکھ کے شمرِ لعیں نے دی یہ صدا | کدہر ہیں نامی پہلوان وہ بڑھیں تو ذرا
یہ حکم سُنتے ہی لشکر جری کی سمت بڑھا | علیؑ کے شیر نے بھی ان پہ حملہ کر ہی دیا

تھی زخمی شیر کو بسمل کی جستجو ۔ آئے
بھگا کے فوج کو مَارد کے روبرو آئے

کہا شقی نے کہ ہوتا ہوں آپ کا میں غلام | مجھے نہ ماریئے اے افتخارِ فوجِ امامؑ
کہا یہ غازی نے اے دشمنِ رسولِؐ انام | جہنمی جو ہو ایسے غلام سے کیا کام

کھڑے کھڑے ہی یہیں خاک میں مِلا دوں گا
مزہ عذابِ جہنم کا اب چکھا دوں گا

www.emarsiya.com

کیا جو وار تو ششدر ہی رہ گیا موذی | جو بکھری زُلف ۔ پریشاں بہت ہوا موذی
نہ اپنے گھوڑے پہ رن میں سنبھل سکا موذی | کٹے جو ہاتھ تو بس خاک پر گرا موذی

لعیں کے کان سے نیزہ جو وار پار ہوا
تو سیدھے داخلِ دوزخ وہ اہلِ نار ہوا

کہاں ہے جام بکف آ اِدھر مرے ساقی | کہ فتح حضرتِ عباسؑ پا چکے ساقی
حرم کے سقّے کی اب ہے قسم تجھے ساقی | شراب مشک میں بھر کر پلا مجھے ساقی

چڑھے جو نشّہ تو ساغر سے مئے نہ گر جائے
نگاہ میں بنی ہاشم کا چاند پھر جائے

وہ رن میں ڈھالوں کی اب تو گھٹا اُٹھی ساقی | برس رہی ہے لہو کی پھوار بھی ساقی
ہے چاندنی بنی ہاشم کے چاند کی ساقی | ہے بادہ نوشی کے ساماں میں کیا کمی ساقی

چمک رہا ہے جری کی جبین پر مہتاب
ہے آفتاب فلک پر زمین پر مہتاب

بچھاؤں کیوں نہ میں آنکھوں کو تیری آہٹ پر | نگاہِ نیّتِ میخوار اب ہے تل چھٹ پر
پیؤں گا میں وہی ہے ناز مجھ کو اس ہَٹ پر | وگرنہ جان میں دے دوں گا تیری چوکھٹ پر

بحقِ پنجتنؑ اب جام ہو سپرد مجھے
عطا ہو پھر مئے پنج آتشہ کا دُرد مجھے

یہ دل میں ہے کہ عزائم کے قلب پر چھاؤں | وِلا کے جوش میں نکلوں فرات پر جاؤں
دکھائی دے مجھے دریا تو موج میں آؤں | حُسینی میکدے میں قبر کی جگہ پاؤں

لحد میں جاتے ہی بوئے بہشت آنے لگے
ترے ہی فیض سے مٹّی مری ٹھکانے لگے

www.emarsiya.com

ہے تیرے نور کی مہتاب میں جھلک ساقی | ستاروں میں ترے پَرتو کی ہے چمک ساقی
تری شبیہہ سے ہے زینتِ فلک ساقی | ہے تیری شکل میں اک عرش پر ملک ساقی

تمام اہلِ سماں دم ترا ہی بھرتے ہیں
فرشتے تیری زیارت فلک پہ کرتے ہیں

اُترنے پائے نہ نشہّ مرا کبھی چڑھ کر | رہے شراب کا تا حشر میرے دل پہ اثر
گِروں جو کعبۂ دل لیکے تیرے قدموں پر | خیالِ مُہرِ نبوت ہو میرے پیشِ نظر

بنوں وہ مَست کہ ناخن نہ اپنے ہوش کے لوں
تصورات میں بوسے نبیؐ کے دوش کے لوں

نہ کوئی سمجھے کہ مئے نوشیوں میں پست ہوں میں | مئے غدیر سے دن رات اب تو مست ہوں میں
کیا ہے عہد بھی بادہ کشِ الست ہوں میں | جو عُمر بھر نہ چھلکے ایسا مئے پرست ہوں میں

ترے ہی رُخ کی زیارت کروں گا اے ساقی
میں نزع میں بھی عبادت کروں گا اے ساقی

خدا گواہ ہے عرشِ بریں کا تو ہے سراج | مئے وِلا سے مری حشر میں رہے گی لاج
رکھوں جو تیری محبت کا اپنے سر پر تاج | مری نماز بنے جاکے اب کہیں معراج

چڑھا جو نشہّ عبادت کا مجھ کو جوش آیا
میں وہ ہوں طُورِ مُصلیٰ پہ جس کو ہوش آیا

وہ ساقی تُو ہے جو فرشِ نبیؐ پہ ہے سویا | ملی ہے نفس کے بدلے میں تجھ کو حق کی رِضا
وصیِ ختمِ رُسلؐ ہے مگر وصی ایسا | جو سو رہا تو پیمبرؐ ۔ اُٹھا تو نفسِ خدا

ہر ایک تار ہے شاہد نبیؐ کی چادر کا
تری ہی ذات پہ دھوکا ہوا پیمبرؐ کا

www.emarsiya.com

شراب اتنی پلا دے کہ مست ہوجاؤں
عدو کی دُکھتی ہوی رگ پہ ہاتھ میں رکھ دوں
ہو بے خودی تو سہارا تلاش کا سمجھوں
اور اس کے چہرے پہ آثار درد کے دیکھوں

وفورِ نشہّ میں ہوجاؤں کامیاب آخر
اُلٹ دوں روئے منافق سے میں نقاب آخر

پِلا رہا ہے مجھے جامِ علم آدمؑ کا
پِلاتی ہے مئے دیدار ہیبتِ موسیٰؑ
چھلکاتا جاتا ہے میکش کو تقویٰ عیسیٰؑ
ہے اب تو جام بکف خُلتِ خلیلِؑ خدا

یہ سب حدیثِ پیمبرؐ کا ہے اثر ساقی
خیال میں ترے چہرے پہ ہے نظر ساقی

تجھے مدارِ شریعت سمجھ رہا ہوں میں
تجھے مآلِ نبوت سمجھ رہا ہوں میں
تجھے خلوصِ عبادت سمجھ رہا ہوں میں
تجھے خدا کی مشیت سمجھ رہا ہوں میں

تجھی کو نفسِ شہِؐ انبیا سمجھتا ہوں
تجھی کو بندۂ خالق نُما سمجھتا ہوں

وفائے عزمِ دلِ حق شناس یاد آئی
دھڑکتے قلبِ سکینہؑ کی آس یاد آئی
خیامِ شاہؑ میں زینبؑ کی یاس یاد آئی
مجھے تو اب علی اصغرؑ کی پیاس یاد آئی

ہے جام ہاتھ میں خاکِ شفا کا اے ساقی
نگاہ میں ہے سماں کربلا کا اے ساقی

وہ حملہ کردیا عباسؑ نے وہ بھاگے عدو
دکھائی دینے لگا ہے شکست کا پہلو
کسی کو رن میں ٹھہرنے کا اب نہیں قابو
صدا بلند ہے اب الامان کی ہر سُو

اک انقلاب ہے دریا کا پانی چڑھتا ہے
علیؑ کا شیر ترائی کی سمت بڑھتا ہے

www.emarsiya.com

بھگا کے فوج وہ ساحل پہ آیا نیک سیر
مگر خیال میں ہے بحرِ تشنگی پہ نظر
جری کے سامنے گو ہے فرات کا منظر
ہے جس میں کشتئ گہوارۂ علی اصغرؑ

صدائے موج میں فطرت کی سسکیاں سُن لیں
اسی کے شور میں اصغرؑ کی ہچکیاں سُن لیں

اُبھر کے مچھلیاں پانی سے سر اُٹھاتی ہیں
جو عکس پیاسے مجاہد کا موجیں پاتی ہیں
تڑپ کے سطح پہ اشکِ الم بہاتی ہیں
جری کے سائے سے ہر دم لپٹتی جاتی ہیں

تھی آرزو پہ نہ قدموں پہ گر سکا پانی
وفا کے رنگ پہ ہرگز نہ پھر سکا پانی

کنارِ نہر ہے شیرِ الٰہ کا جانی
دکھائی شانِ وفا وہ ۔ ہوئی جو لافانی
عرق جو آگیا دامن سے پونچھی پیشانی
جری کے قبضۂ قدرت میں آگیا پانی

دکھائی دیتی ہے تصویرِ یاس چُلو میں
بھری ہوئی ہے سکینہؑ کی پیاس چُلو میں

دلِ جری میں محبت کی لَو کا کیا کہنا
مگر نہ بُجھ سکا عباسؑ کا چراغِ وفا
بہت ہی تیز ہے دریائے تشنگی کی ہوا
پیا نہ آب کو پیاسے نے لے کے پھینک دیا

نہ ٹھہرا اب فرسِ تشنگی روانہ ہوا
کہ پانی پھینکنا چُلو سے تازیانہ ہوا

بغور آنکھوں کو دیکھا جو بڑھ کے خشکی نے
کمالِ صبر دکھایا وفا شناسی نے
دکھائی ضبط کی معراج نفسِ عالی نے
ہے انتہا کہ نہ کی آہِ سرد غازی نے

یہ احتیاطِ محبت ہے سعی کرنے میں
نہ اُبھریں مچھلیاں بازو کی مشک بھرنے میں

www.emarsiya.com

یہ پیاسا مشک لئے اپنے دوش پر پلٹا | تڑپتی موجوں پہ کی آخری نظر پلٹا
جہاد کے لئے پھر باندھ لی کمر پلٹا | جلال ساتھ پلٹتا گیا جدھر پلٹا

مچلتے بچوں کی اک کائنات لے کے چلا
یہ خضرؑ وقت کا آبِ حیات لے کے چلا

توائی چھوڑ کے شیرِ ژیاں نکل آیا | علیؑ کی طرح سے لے کر نشاں نکل آیا
فرات روتی رہی یہ جواں نکل آیا | کسی کی یاد میں تشنہ دہاں نکل آیا

جری کی مشک میں جو ہے بھرا ہوا پانی
وہ ہے ردائے وفا میں چھنا ہوا پانی

پکارا شمرِ لعیں گھیر لو غضنفر کو | خیام تک نہ پہنچنے دو ابنِ حیدرؑ کو
بس اب نکلنے نہ دو آرزوئے صفدر کو | لڑایا لاکھوں سے اس شیر نے بہتر کو

شکست کا یہ ہماری قوی سبب ہوگا
اُدھر پہنچ گیا پانی اگر غضب ہوگا

یہ سُن کے پلٹے پَرا باندھ کر وہ ناہنجار | سنان و تیغ کے اب ہو رہے ہیں وار پہ وار
ہر ایک سمت سے ہوتی ہے تیروں کی بوچھار | لبِ فرات قیامت کی چلتی ہے تلوار

وغا میں اسلحہ لڑنے سے غل جو مچتا ہے
تو جھولے میں کوئی جھنکار سے چمکتا ہے

جری کے ہاتھوں میں شیرِ خدا کی ہے قوت | نہ کرسکی اسے مرعوب فوج کی کثرت
بقدرِ حوصلۂ دل نہ لڑ سکی ہمت | بھری ہے مشکِ سکینہؑ میں جنگ کی حسرت

توجہ بٹ گئی جب قصدِ نامور بدلا
بنا جو سقّا تو پیمانۂ نظر بدلا

www.emarsiya.com

خیامِ شاہؑ کی جانب ہی رُخ ہے غازی کا
جری کے پہلو میں دل ۔ بن گیا ہے مشکیزا
بدن کے زخموں سے حیدرؑ کا خون ہے بہتا
سُنائی دیتی ہے پیاسے کو العطش کی صدا

تصورات میں بچوں کی آس یاد آئی
ہر اک قدم پہ سکینہؑ کی پیاس یاد آئی

شفق نُما ہے مُجاہد کی اب کُشادہ جبیں
لہو کے رنگ سے سارا بدن بھی ہے رنگیں
وہ رن پڑا ہے کہ میداں کی ہل رہی ہے زمیں
جری کی تیغ کے سائے سے بھاگتے ہیں لعیں

وغا میں چلتا ہے حیدرؑ کے نورِ عین کا ہاتھ
اگرچہ قبضہ پہ ہے مقصدِ حسینؑ کا ہاتھ

تصورات میں عباسؑ کے جلال آیا
خیالِ محشرِ غیرت دمِ قتال آیا
دلِ حیا میں شہادت کا خود سوا ل آیا
جری کو چادرِ زینبؑ کا بس خیال آیا

وہ دل پہ چوٹ لگی اشکبار ہونے لگے
تھا سر تو بار ہی شانے بھی بار ہونے لگے

جری کے زخموں سے پانی کی طرح خون بہا
چلے جو تیر تو اک مشک میں بھی در آیا
جُھکے جو دیکھنے مشکیزہ سر پہ گُرز لگا
فرس پہ جُھوم کے حیدرؑ کا شیر تیورایا

کٹایا ہاتھوں کو غیرت کا یوں جلال آیا
مآلِ بازوئے زینبؑ کا جب خیال آیا

درختِ خُرمہ کے پیچھے سے رن میں وار ہوے
چلے وہ حربے کہ ہوتے تھے جسم کے ٹکڑے
بھرے تھے ہاتھوں کی رگ رگ میں ولولے دل کے
کٹے بھی شانے تو چُھوٹی نہ تیغ پنجے سے

نشان بن گئے گر کر یہ بزمِ امکاں میں
یہ شانے ہیں کہ شجاعت کی حد ہے میداں میں

www.emarsiya.com

شگفتہ ہوا سر ۔ فرقِ مرتضیٰؑ کی قسم
کٹے ہیں شانے بھی ۔ جعفر سے باوفا کی قسم
سناں ہے سینے میں ہمشکلِ مصطفیٰؐ کی قسم
کٹی ہیں پسلیاں غازی کی فاطمہؑ کی قسم

شہاب تیر کے ٹوٹے جری کے اشہب پر
شکستہ جسم کے ٹکڑے ہیں گویا مرکب پر

یہ غل اُٹھا کہ شجاعت کا آسمان گِرا
فرس سے خیمۂ سرورؑ کا پاسبان گِرا
زمینِ گرم پہ جعفرؑ کی لے کے شان گِرا
اِدھر تو تیغ گِری اور اُدھر نشان گِرا

صدا دی شیر نے تشریف لائیے آقا
غلام ہوتا ہے رخصت اب آئیے آقا

جو شانے کٹ چکے تیورایا ابنِ شیرِ خدا
پڑے وہ حربے کہ سب پارہ پارہ جسم ہوا
نکالتا تھا ہر اک بڑھ کے حوصلہ دل کا
امامؑ کا یہ ہے فقرہ۔ قُتِلتَ مَظلُومَا

تھی ایک عالمِ حسرت میں ہمتِ عباسؑ
بہادری نے کہا ہائے غربتِ عباسؑ

یہ تھے علیؑ کے پسر ان میں تھا وقارِ علیؑ
بہت بلند تھی کہتے ہیں قامتِ غازی
یہ چاہیئے کہ ہو تربت بھی ان کی اُتنی ہی
مگر یہ سُنتے ہیں ہے اصل قبر چھوٹی سی

سبب بتاتا ہوں اب ہاتھ رکھ لیں سب دل پر
بنی ہے جسم کے ٹکروں کی قبر ساحل پر

صدا پہ بھائی کی روتے ہوئے چلے سرورؑ
لرزتے ہاتھوں سے پکڑے ہوئے ہیں اپنی کمر
ضعیف باپ کے بازو کو تھامے ہیں اکبرؑ
پہنچ چکے ہیں شہِ دیں سے پہلے ہی حیدرؑ

ہوائے بیکسیٔ شاہؑ رن میں آتی ہے
جو شانے کٹ چکے ان کو ہلاتی جاتی ہے

www.emarsiya.com

قریبِ لاشِ علمدارؑ آ گئے شبیرؑ
کھنچے گی اب بنی ہاشم کے چاند کی تصویر
بدل گئی ہے فغاں میں مرے قلم کی صریر
مگر گہن میں ہے اب مرتضیٰؑ کا ماہِ منیر

دلِ ملول میں ہے جائے لاشۂ عباسؑ
دکھاتا ہوں میں سراپائے لاشۂ عباسؑ

نشانِ سجدہ جبیں پر ہے مثلِ عکسِ حرم
اک آنکھ میں ہے لہو ایک میں ہے تیرِ ستم
خدا کے حُسن کی تعظیم میں ہیں ابرو خم
ہر ایک زخم کا خوں زخمِ شہؑ کا ہے مرہم

دکھایا رنگ وہ رُخسار ہی پہ سُرخی نے
ابھی طمانچے نہیں کھائے ہیں بھتیجی نے

وہ بینی سُونگھتی تھی جو ہمیشہ بُوئے وفا
چھدا ہوا جو ہے نزدیک ایک مشکیزا
وہ لب جو سُوکھے ہوئے رہ گئے لبِ دریا
خیالِ آب میں ٹوٹا ہوا ہے دل گویا

زمیں پہ یوسفِ آلِ عباؑ کی ہے تصویر
ذقن کی شکل میں چاہِ وفا کی ہے تصویر

ہیں لپٹیں مشک کے تسمے سے یوں تمنائیں
جو گر کے شانوں سے بوندیں لہو کی تھرائیں
کہ جیسے پیاس سکینہؑ کی ڈال دے باہیں
نشانِ بازوئے زینبؑ وہاں اُبھر آئیں

وہ ہاتھ جن سے نہ دامانِ ارتقا چھُوٹا
وہ پنجہ۔جس سے نہ قبضہ حُسام کا چھُوٹا

بلور جس پہ فدا ساقِ معتبر ایسی
جو عزمِ نصرتِ شہؑ میں بندھی کمر ایسی
نہ آئی ہاتھ میں جو پشت پر سپر ایسی
حسینؑ جس پہ کریں ناز خود نظر ایسی

بہت ہی کم ہوئے دُنیا میں محترم ایسے
وفا کے نقش بنے نقشِ پا قدم ایسے

www.emarsiya.com

اُتارا کاندھے سے مشکیزہ بڑھ کے اکبرؑ نے | لپیٹا خوں بھرا پرچم جو رن میں سرورؑ نے
خیامِ شہؑ میں کمر کس لی بنتِ حیدرؑ نے | نشانِ صبر اُٹھایا علیؑ کی دختر نے

جہادِ صبر ہے اور قلبِ مضطرِ زینبؑ
نئے علم کا پھریرا ہے چادرِ زینبؑ

اِسی کو پاتی ہے قلبِ امامؑ میں زینبؑ | اِسی سے ڈھانپے گی مُنہ ازدحام میں زینبؑ
اِسی کو گاڑے گی دربارِ عام میں زینبؑ | اِسی کو لائے گی بازارِ شام میں زینبؑ

بنے گی اس کے ہی پرچم پہ صورتِ تطہیر
لکھے گی کلکِ تصور سے آیتِ تطہیر

تصورات میں ہے ایک منظرِ نظری | ہے نعشِ پاک پہ اب بے بسی کی نوحہ گری
ہے تیر ایک میں اک آنکھ خون سے ہے بھری | وفا کے رنگ میں ڈوبی ہوی ہے لاشِ جری

حسینؑ خون کو چہرے سے صاف کرتے ہیں
امان نامے کے پُرزے طواف کرتے ہیں

نہیں ہے ہوش میں احساس کیا لکھوں باقرؔ | ہے شہؑ کے چہرے پہ اک یاس کیا لکھوں باقرؔ
حرم کی ٹوٹ گئی آس کیا لکھوں باقرؔ | کٹے ہیں شانۂ عباسؑ کیا لکھوں باقرؔ

زبانِ خامہ پہ کوہِ غم و الم ٹوٹا
قلم جو ہاتھ کا ہونا لکھا قلم ٹوٹا

www.emarsiya.com